۷۸۶

حسینؑ کس کے؟



شاہ است حسین بادشاہ است حسین — دین است حسین دین پناہ است حسین
سر داد نداد دست در دست یزید — حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

حسینؑ سب کے

شائع کردہ

پاکستان حسینی مشن راولپنڈی

۱۴ اکتوبر ۱۹۸۲ء

ہدیہ ایک روپیہ

پیش لفظ

سیّد الشہداء حضرت امام حسین علیہ السّلام کی ذاتِ والاصفات وہ مرکزی نقطہ ہے، جس پر ساری ملّتِ اسلامیہ کا اتّفاق ہے۔ سُنّی، شیعہ، اہلحدیث، اہلِ قرآن وغیرہ مسلمانوں کا کوئی فرقہ نہیں، جو سیّدنا حضرت امام حسین علیہ السّلام کی عدیم المثال قربانی کا معترف نہ ہو اور جو امامِ عالیمقام کو اسلام کا محسن نہ سمجھتا ہو، کیونکہ فرزندِ رسولؐ جگر گوشۂ علیؑ و بتولؑ، شہیدِ کربلا، ذبیحِ نینوا نے اپنا سب کچھ محض اسلام کے تحفظ اور اس کی بقا کے لئے قربان کر دیا تھا اور دشتِ کربلا میں آج بھی آپ کا یہ نعرۂ حق گونج رہا ہے کہ

ان کانَ دین محمّدٍ لم یستقم اِلّا بقتلی
یا سیوف خذینی

یعنی اگر دینِ محمدؐ، اسلام میرے قتل کے بغیر باقی نہیں رہ سکتا، تو اے تلوارو آگے بڑھو اور میرے ٹکڑے اُڑا دو۔

اِسلام کے اِس محسنِ اعظم، نواسۂ رسولؐ حُسینؑ ابنِ علیؑ کی ذات مسلمانانِ عالم کے لئے مرکزِ اتحاد ہے، اور پاکستان کے مسلمانوں کو

اتحاد و اتفاق کی اس وقت جتنی اشد ضرورت ہے، محتاجِ بیان ہیں۔
اِس لئے پاکستان حسینیؑ مشن راولپنڈی اس دفعہ محرّم کے موقع
پر برادرانِ اہلسنّت کے تین مقتدر علمائے کرام اور روزنامہ جنگ
کراچی کا اداریہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے، تاکہ
اسلام کے اِس بطلِ جلیل سیّد الشہدا حضرت امام حسین
علیہ السّلام کے ذکرِ خیر کے طفیل پاکستان میں اتحاد و اتفاق
کے جذبے کو تقویت ملتی رہے، کیونکہ اتحادِ ملّی ہی قوم کی بقا اور اس
کے تحفّظ کا ضامن ہے۔
یہ مضامین بشکریہ روزنامہ جنگ کراچی، ہفت روزہ رضاکار
لاہور اور ہفت روزہ آزاد کشمیر راولپنڈی درج کئے جا رہے ہیں۔

تحسین جعفری

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، پاکستان حسینی مشن راولپنڈی
یکم اکتوبر ۱۹۸۲ء

کتابت : ملک محمد اسحاق
مطبوعہ : الطاف پرنٹرز پرانہ قلعہ راولپنڈی

مولانا عینی شاہ نظامی

سیدُ الشُہداءؑ کا تعارف

ان کے فضائل کیا بیان ہوں، جو سراپا فضائل اور رُوحِ فضائل تھے، بلکہ فضائل کا وجود محمدؐ و آلِ محمدؐ سے منصۂ شہود پر نظر آرہا ہے۔ حسینؑ بن علیؑ آباً و اماً ہاشمی، قریشی و مطلبیؑ اہلِ بیت اور آلِ محمدؐ تھے۔ خیر الوریٰؐ کے نواسے، خیر البشر کے بیٹے اور خیر النساءؑ کے جگر گوشہ تھے۔ آپ نسباً و حسباً خیر الاخیار اور خلاصۂ ابرار تھے۔ صورت میں سیرت میں شبیۂ پیغمبرؐ، چال میں چلن میں مثلِ حیدرؑ، علم میں عمل میں نظیرِ رسولؐ، عصمت میں فرزندِ بتولؑ۔ عنداللہ مقبول اور عندالرسولؐ محبوب تھے۔ حسینؑ کی ہر ادا فضیلت، حسین کا ہر عمل فضیلت ہے۔ اخلاقِ الٰہی ان کی فطرت، شمائلِ محمدی ان کی سیرت، ہم ان کے محاسن کیا گنوا سکیں گے ان کی فضیلتیں کہاں تک گن سکیں۔ ہم ان کے نام لیوا۔ ہم ان کے کلمہ خواں، ہم ان کے غلام اور وہ ہمارے آباؤ اجداد کے امام، ہماری بساط کیا جو ان کے مناقب لکھ سکیں۔ یہ فضائل کے سرچشمہ، یہ محاسن کے گنجینہ، یہ شمائل کے خزانہ، یہ افاضل کے سرحلقہ اور اکابر کے ائمہ۔ یہ حسنات بانٹنے والے۔ یہ درجات بلند کرنے والے۔ یہ قسیم النار والجنۃ، یہ شفیع الانام والائمۃ۔ یہ مولا ہم غلام۔ یہ امام اور ہم عوام۔ یہ حسینؑ اور ہم خاکِ نعلین۔

یہ آسمانِ ولایت، یہ آفتابِ امامت۔ یہ گوہرِ کانِ امامت۔ یہ تنویرِ صداقت، یہ تصویرِ شہادت، یہ قدسی صفت، یہ عرشی منزلت، یہ جبریل مرتبت، یہ فرشتہ سیرت، یہ معدنِ علم وحیا، یہ مخزنِ صدق وصفا، یہ سراپائے تسلیم ورضا، یہ دریائے جود وعطا، یہ سفینۂ نجا، یہ خزینۂ سخا۔ یہ سیّد الشہداء، یہ محبوبِ خدا، یہ نورِ دیدۂ محمد مصطفیٰ ہیں۔

ان کی عظمت مسلّمہ، ان کی فضیلت محکمہ، ان کی طہارت منصوص، ان کی عصمت محفوظ، ان کی مودّت فرض، ان کی اطاعت واجب، ان کی امامت شہود، ان کی ولایت مشہور، ان کی کرامت متواتر، ان کی خرقِ عادت متکاثر، ان کی طاقت عیاں، ان کی قدرت نمایاں، ان کی عبادت مہتم بالشّان، ان کی سخاوت زبان زدِ انس وجان، ان کی قابلیت خداداد، ان کی علمیت اظہر من الشمس، ان کی نماز تلوار کے نیچے، ان کی تلاوت سرِ نیزہ، ان کی نسبت محمدؐ سے، ان کی قرابت محمدؐ سے، ان کی طینت محمدؐ کی، ان کی خلقت محمدؐ کی، ان کی تعریف قرآن میں، ان کے مناقب حدیث میں، ان کے فضائل کتاب میں، ان کے شمائل بوتراب میں۔ یہ نظیرِ محمدؐ ہیں، یہ جانِ سمبر ہیں، یہ سبطِ اصغر ہیں، یہ نفسِ محمدؐ ہیں۔

اِن کے نانا سیّد الاولین والآخرین ہیں۔ اِن کے نانا افضل الانبیاء و المرسلین ہیں، اِن کے نانا سیّدِ اولادِ آدمؑ ہیں، اِن کے نانا افضل من کان ومن یکون ہیں، اِن کے نانا رحمۃ للعالمین ہیں۔ اِن کے نانا شفیع المذنبین ہیں، اِن کے نانا مہبطِ وحی و قرآن ہیں، اِن کے نانا خلیفۂ رحمٰن ہیں، اِن کے نانا

عالمِ ماکان و مایکون ہیں، اِن کے نانا اوّلِ کُن فیکون ہیں، ان کے نانا آخر الانبیاء ہیں، اِن کے نانا حبیب اللہ ہیں، اِن کے نانا رسُولِ اللہ ہیں۔

اِن کے باپ اوّل کلمہ گو ہیں، اِن کے والد فرشتہ خُو ہیں، اِن کے والد صدیق اکبر ہیں، اِن کے باپ صفدر وحیدر ہیں، اِن کے باپ قرآنِ ناطق ہیں، اِن کے باپ لسانِ صادق ہیں، اِن کے باپ اذنِ داعیہ ہیں، ان کے باپ حجتہ اللہ ہیں، ان کے باپ سیّدِ دُنیا و آخرت ہیں، اِن کے باپ امام المشارق والمغارب ہیں، اِن کے باپ مظہرِ عجائب و غرائب ہیں، اِن کے باپ افضلِ امّت ہیں، اِن کے باپ اوّلِ اُمّت ہیں، ان کے باپ احبّ خلق اللہ ہیں، اِن کے باپ محبوبِ خُدا و مصطفےٰ ہیں، اِن کے باپ ہارونِ وقت ہیں، اِن کے باپ انبیاءِ صفت ہیں، اِن کے باپ باب العلم ہیں، اِن کے باپ باب اللہ ہیں، اِن کے باپ وصیِ رسولؐ ہیں، اِن کے باپ ولیِ مقبول ہیں۔ اِن کے باپ مولائے اُمّت ہیں، اِن کے باپ برادرِ آنحضرتؐ ہیں، اِن کے باپ امام المتّقین ہیں، اِن کے باپ امیر المومنین ہیں۔

اِن کی ماں سیّدۂ عالمین، اِن کی ماں سیّدۂ زنانِ اُمّت، اِن کی ماں سیّدۂ زنانِ جنّت، اِن کی ماں انسانی حُور، اِن کی ماں عصمت کی شمع طور، اِن کی ماں ماہ طلعت، اِن کی ماں آفتاب صورت، اِن کی ماں فرشتۂ دوراں، اِن کی ماں مریمِ زماں، اِن کی ماں محمدؐ کی بیٹی، اِن کی ماں نبیؐ کی دُختر، اِن کی ماں محمدؐ صُورت، اِن کی ماں محمدؐ سیرت، اِن کی ماں موردِ آیۂ تطہیر، اِن کی ماں مصدّقِ سورۂ تنویر، اِن کی ماں محمدؐ کی جائی، اِن کی ماں فاطمہؑ، ان کی ماں

خیر النساء، اِن کی ماں زہراؑ، اِن کی ماں اُمِ محمدؐ ہیں۔

حسینؑ بن علیؑ کی تعریف مجھ سے کیا ہو سکتی ہے۔ حسینؑ بن علیؑ کی توصیف مجھ جیسے سے کہاں ممکن۔ ہاں اِن کے نانا اور میرے آقا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان عظمت وجلالت جو بیان فرمائی ہے، اوران کی تعریف وتوصیف جو فرمائی ہے، اس کا کچھ حصّہ بیان کئے دیتا ہوں۔

(۱) حسینؑ مجھ سے ہے، میں حسینؑ سے ہوں۔ (طبرانی، بیہقی، حاکم وشیرازی وابنِ عساکر)۔

(۲) حسنینؑ بہشتی جوانوں کے سردار ہیں۔ (احمد، ترمذی، نسائی، حاکم وطبرانی)۔

(۳) حسنینؑ کا سردارِ جوانانِ جنّت ہونا جبرئیلؑ نے بیان کی۔ (بخاری واحمد ترمذی ونسائی وحاکم)۔

(۴) حسنینؑ میرے دو دُنیاوی پھُول ہیں۔ (ترمذی، بخاری وطبرانی ونسائی)۔

(۵) حسنینؑ میرے لختِ جگر اور میری دُختر کے دو نُورِ نظر ہیں (ترمذی ابن حبان)۔

(۶) حسنینؑ سبطین ہیں۔ (بخاری ترمذی وابنِ ماجہ وحاکم)۔

(۷) خداوندا! حسنینؑ کے دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن رکھ (ترمذی وحاکم وابن حبان)۔

(۸) حسنینؑ کا دوست، میرا دوست، ان کا دشمن میرا دشمن ہے۔

(احمد، ابن ماجہ، حاکم)

(۹) خداوندا! یہ دونوں میرے پیارے ہیں، تو بھی انہیں پیار کر، اور ان کے دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن رکھ۔ (ترمذی، طبرانی، ابنِ شیبہ)۔

(۱۰) محبِّ حسنینؑ میرا محبوب ہے، میرا محبوب، محبوبِ خدا ہے۔ اور خدا اپنے محبوب کو بہشت دیتا ہے۔ (حاکم و طبرانی و ابو نعیم)

(۱۱) دشمنِ حسنینؑ کو میں دشمن رکھتا ہوں۔ میں جس کو دشمن رکھوں، خدا اس کا دشمن ہے اور اس کو خدا اصلِ جہنم کرتا ہے۔ (ابو نعیم۔ حاکم، طبرانی)۔

(۱۲) حسنینؑ زینت بخشِ جہاں ہیں۔ (طبرانی و خطیب و ابنِ عساکر)۔

(۱۳) نانی، نانا، ماں، باپ، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں کے پیشِ نظر جو لوگ افضلِ حق ہیں، وہ حسنینؑ ہیں۔ ان کا نانا میں، ان کی نانی خدیجہؑ، ان کا باپ علیؑ، ان کی ماں فاطمہؑ، ان کا چچا جعفر طیارؑ، ان کی پھوپھی ام ہانیؑ، ان کی خالہ رقیہؑ و زینبؑ، ان کے ماموں قاسمؑ بن محمدؐ ہیں ۔ ان کا نانا جنتی، ان کا باپ جنتی، ان کی ماں جنتی، ان کا ماموں جنتی، ان کی خالہ جنتی، ان کا چچا جنتی، ان کی پھوپھی جنتی، ان کا ماموں جنتی، اور یہ جنتی اور ان کے دوستان جنتی ہیں۔ (طبرانی و بیہقی و ابنِ عساکر)۔

(۱۴) محبِّ حسینؑ محبوبِ خدا ہے۔ (طبرانی و ابنِ عساکر و احمد بن حنبل و ابنِ شیبہ)۔

(۱۵) حسنینؑ عرش کے دو گوشوارے ہیں۔ (طبرانی)

(۱۶) محبّ حسینؑ، محبّ رسولؐ ہیں (طبرانی)۔

(۱۷) خداوندا! میں حسنینؑ کو محبوب رکھتا ہوں، تو بھی اُن کو محبوب رکھ۔ (حاکم)

(۱۸) محبوب ترین اہلبیتؑ میرے حسنینؑ ہیں۔ (ترمذی)

(۱۹) علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ سے فرمایا: "تم سے جو لڑے گا، اس سے میں لڑوں گا۔ جو تمہارا دوست ہوگا، میں اس کو دوست رکھوں گا۔(طبرانی ترمذی، ابنِ ماجہ وحاکم)۔

(۲۰) ہم اولادِ عبدالمطلب سردارانِ اہلِ جنّت ہیں۔ میںؐ، حمزہؑ، علیؑ، جعفرؑ، حسنؑ، حسینؑ اور مہدیؑ۔ (ابنِ ماجہ وحاکم)۔

(۲۱) سب سے پہلے جنّت میں داخل ہونے والوں میں علیؑ و فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ ہیں، اور ہمارے محبّ ہمارے عقب میں۔ (حاکم)۔

(۲۲) میںؐ، علیؑ، فاطمہؑ اور حسنینؑ حظیرۂ قدس میں ہوں گے، جس کی چھت عرشِ رحمٰن ہوگا۔ (طبرانی)۔

(۲۳) ہر حائضہ اور جُنبی کی آمد و رفت میری مسجد سے حرام ہے، سوائے میرے علیؑ کے، فاطمہؑ کے، حسنینؑ کے۔ (بیہقی و ابنِ عساکر)۔

(۲۴) بہترین ذکور علیؑ، بہترین اناث فاطمہؑ اور بہترین جوان حسنینؑ ہیں۔ (خطیب و ابن عساکر)۔

(۲۵) جس نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ سے محبّت کی، وہ میرا محبّ

ہے۔ جس نے عداوت رکھی، وہ میرا دشمن ہے۔ (طبرانی و ابنِ عساکر)۔

(۲۶) جس نے حسنینؑ کو اور علیؑ و فاطمہؑ کو دوست رکھا، وہ میرے درجۂ جنّت میں میرے ہمراہ رہے گا۔ (طبرانی)۔

(۲۷) جس نے میرے اہلبیتؑ کو ایذا دی، اُس نے خدا کو ایذا دی۔ (ابو نعیم)۔

(۲۸) ہم اہلبیتؑ سے جس نے دشمنی کی، وہ جہنّمی ہے۔ (حاکم)۔

(۲۹) جس نے اہلِ بیتؑ سے دشمنی کی اور حسد کیا، وہ حوضِ کوثر سے آتشیں کوڑوں کے ذریعے ہانک دیا جائے گا۔ (طبرانی)

(۳۰) احادیث کسا، مرویہ ترمذی و طبرانی و حاکم و طبری و طحاوی و بیہقی مردویہ وغیرہم سے واضح ہے کہ خود آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ پر اپنی چادر اوڑھائی اور فرمایا کہ "خدایا یہی میرے اہلِ بیت ہیں۔"

(۳۱) حسنینؑ میرے فرزند اور فاطمہؑ کے نورِ دیدہ ہیں۔ (ترمذی)۔

(۳۲) حضرت عمرؓ کہتے ہیں، میں نے حسنینؑ کو دوشِ آنحضرتؐ پر دیکھ کر کہا، اچھی سواری ملی ہے۔ فرمایا، سوار بھی اچھے ہیں۔ (عبدالرزاق و ابنِ شاہین)۔

(۳۳) آنحضرتؐ حسینؑ سے فرمایا کرتے "بیٹا میرے دوش پر سوار ہو" (طبرانی)۔

(۳۴) ابنِ زبیر کہتے ہیں، مَیں نے بارہا دیکھا کہ آنحضرتؐ جب سجدے میں ہوتے، تو حسینؑ آپؐ کی پُشت پر بیٹھ جاتے تھے اور جب تک

حسینؑ اُتر نہ جاتے آنحضرتؐ سجدے سے سر نہ اٹھاتے تھے۔(طبرانی و ابن سعد امام احمد بن حنبل)۔

(۳۵) آنحضرتؐ اپنی زبانِ مبارک حسینؑ کو بارہا چوسایا کرتے تھے اور ان کی زبان مبارک کو خود چوسا کرتے تھے۔(ابنِ سعد)۔

(۳۶) آنحضرتؐ حسینؑ کو دیکھ کر فرمایا کرتے، بیٹا! تم وہ ہو جن پر سے میں نے ابراہیمؑ کو نثار کیا ہے۔(غائث السئول وکفایہ الکلیمی)۔

(۳۷) حسینؑ اور ان کی اولاد کی تعظیم کے لئے اُٹھا کرو (ابنِ عساکر)

امام حسینؑ ان کے بھائی امام حسنؑ، ان کے باپ علی ابنِ ابی طالب اور ان کی والدہ فاطمہ علیہم السلام آنحضرتؐ کے حقیقی اہلِ بیت، آنحضرتؐ کے قطعی عزیز، آنحضرتؐ کا کنبہ، آنحضرت کے گھر والے، آنحضرت کی آل، آنحضرتؐ کی اولاد، آنحضرتؐ کے لختِ دل، آنحضرتؐ کے جگر پارے، آنحضرتؐ کا خون، آنحضرت کا گوشت پوست، آنحضرت کے رُوحِ رواں اور آنحضرتؐ کے جان و دل ہیں۔ آیتِ مباہلہ میں ابنائنا میں حضرات حسنینؑ، نسائنا میں صرف حضرت فاطمہؑ اور انفسنا میں صرف حضرت علیؑ عند اللہ و عند الرسولؐ مقصود و مطلوب ہیں۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرًا کے مورد و مصداق قول و فعل پیغمبر سے یہی چار تن تھے اور ان پر چادر اوڑھانے کے بعد آنحضرتؐ کا اللّٰھم ھٰؤلاء اھل بیتی اللّٰھم ھٰؤلاء اھل بیتی، (میرے اللہ یہی ہیں میرے اہلبیت، یہی ہیں میرے اہلبیت) فرمانا

بالتواتر مروی وثابت ہے اور ۲۵ صحابہؓ اس کے راوی ہیں۔ نزولِ آیۂ مودّت کے بعد صحابہ کے اس سوال پر کہ حضورؐ کے وہ کون قرابتی ہیں جن کی مودّت ہم پر اس آیت سے فرض ہو چکی ہے؟ فرمایا، وہ علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ ہیں۔ نزولِ آیہ واولوالارحام بعضھم اولی ببعض کے بعد بھی تفسیرِ آیت فرماتے ہوئے زبانِ وحی ترجمان نے ان ہی چاروں یعنی علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ کو اپنا اولی الارحام کہا تھا۔ یک صد و پنجاہ احادیثِ ثقلین مرویہ مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و حاکم و احمد بن حنبل و طبرانی و طحاوی البغوی و عبدالرزاق و ابن راہویہ و بزاز و ابن عقدہ و لابی و سیوطی و ابن جریر طبری وغیرہم سے ثابت ہے کہ دو ثقلین یا بروایت دیگر دو خلیفوں سے ایک قرآن مجید اور دوسرے علیؑ اور ان کے فرزندان حضرات حسنینؑ ہیں۔ اِسی پر حضرت علیؑ نے فرمایا تھا۔ "انا احد الثقلین" اور امام حسنؑ سے فرمایا "نحن احد الثقلین الذان خلفھما جدی فی امتہ۔ اِس حدیث کی روایت ۳۸ صحابیوں نے کی ہے اور حدیث متواتر ہے۔ ان عناصرِ اربعۂ نبوّت کی عظمت خدا ہی جانتا ہے اور اس کا رسولؐ، یہ عرشی منزلت کہاں اور ہم خاک نشین کہاں ؟

مولانا صدر الدینؒ
خطیب مدنی مسجد راولپنڈی

شہادتِ حسینؓ کے عالمگیر اثرات

سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادتِ عظمیٰ ان اہم تاریخی مؤثرات میں سے ہے، جن کے عالمگیر اثرات ہمیشہ پوری دنیائے انسانیت پر چھائے رہیں گے۔ اِس حقیقت کو سمجھنے کے لئے اس ایمانی اور اصلاحی نصب العین کو سمجھنا ضروری ہے، جس کی تکمیل کے لئے امامِ عالی مقام نے عظیم قربانی دی۔

اللہ تعالیٰ نے جناب رسالتمآب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنا آخری رسُول بنا کر دُنیا میں بھیجا۔ آپؐ نے جہاں دینِ اسلام کی پُوری تعلیم اپنی اُمّت کو دی، وہاں اس کے مطابق اِسلامی حکومت کا نظام بھی قائم فرمایا اور اُمّت کو دینِ اسلام اور اسلامی حکومت دونوں کی حفاظت و استحکام کا ذمّہ دار بناتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اسلام اور حکومت و ریاست دو جڑواں بھائی ہیں۔ دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کے بغیر درست نہیں ہو سکتا۔ پس اسلام کی مثال ایک عمارت کی ہے اور حکومت اس کی نگہبان ہے۔ جس عمارت کی بنیاد نہ ہو وہ گر جاتی ہے اور جس کا نگہبان نہ ہو وہ لُوٹ لیا جاتا ہے۔

اس عقیدہ و ایمان کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی نظام میں کسی غیر اسلامی اصول یا طریقے کا داخل کیا جانا سچے مسلمانوں کو کبھی گوارا نہ ہو سکا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسلامی حکومت کا جو نظام اُمت کے حوالے کر گئے تھے۔ اس کو آپ کے خلفائے راشدینؓ نے قائم و جاری رکھا اور اس کی توسیع و ترقی میں عظیم الشان کامیابیاں حاصل کیں لیکن یزید بن معاویہ نے برسرِ اقتدار آتے ہی سختی اور جبر کا طریقہ اختیار کیا اور جبری بیعت کے ذریعے اپنی ملوکیت کو خلافت کا رنگ دینا چاہا۔

اِس طرح انتخابِ خلیفہ کا حق پوری اُمت سے چھین کر عملی طور پر ایک فرد کے ہاتھ میں چلا گیا۔ اگر اس وقت کوئی مردِ حق اُٹھ کر اِس حقِ اُمت کی حفاظت کے لئے جان کی بازی نہ لگا دیتا تو قیامت تک کے لئے اُمت کے اہلِ علم یہ تسلیم نہ کر سکتے کہ یہ حق اُمت کا ہے، بلکہ وہ اسے اجماع قرار دیتے اور ملوکیت اور ولی عہدی کا نظام ایک متفق علیہ اصول بن جاتا۔

لیکن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی عزیمت نے اس اجماع میں رخنہ ڈال دیا۔ ہر چند کہ وہ اس جدوجہد میں شہید ہو گئے، مگر اپنے قول، اپنے عمل اور اپنے خون سے شہادتِ حق کا فرض ادا کر کے خدا کی بادشاہت اور اُمتِ مسلمہ کی جمہوری نیابت کے بنیادی اصول کی قیامت تک کے واسطے حفاظت کا سامان کر گئے۔ آج جمہوری اصولوں پر اُمت کا جو اتفاقِ عام ہے، اس کا سہرا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر ہے۔ اگر

اگر امام عالی مقام علیہ خطرے کے وقت اس حق کی حفاظت نہ کرتے، تو دینِ فطرت کا یہ بنیادی اصُول کبھی زندہ نہ رہ سکتا۔

اِسلام تمام انسانوں کے لئے دینِ رحمت ہے۔ اس لیۓ اس کے ہر اصوُل کی حفاظت انسانیت کی بہترین خدمت ہے۔ پس یہ حقیقت بالکل واضح ہے کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اسلام کے اصولِ جمہوریت کی حفاظت کر کے پوری دنیا کے انسانیت پر بڑا احسان کیا اور انسانی شرف وعظمت کا معیار قائم فرمادیا۔ آپ کی شہادت نے انسان کو پستیوں سے اُبھر کر بلندی کی طرف ارتقاء کرنے کا سبق دیا۔

آپ کی قُربانی نے انسانیت کو جبر و تشدّد کی غلامی سے نجات دلا کر حریّت و آزادی کی منزل کی طرف بڑھنے کی دعوت دی۔ آپ کی ہمّت نے شخصی اور خاندانی تسلّط کو غلط ثابت کر کے دُنیا میں خُدا کی بادشاہت اور جمہور کی نیابت کے اصول کا اعلان کیا اور اس کی صداقت پر ایک ایسی لازوال شہادت قائم فرمائی، جو قیامت تک کسی جرح سے نہیں ٹوٹ سکتی۔

خاکِ کربلا کا ذرّہ ذرّہ پُکار کر کہہ رہا ھے کہ حسینؓ تکمیلِ انسانیت کی منزل کے راستے کا چراغ ھے۔ اِس چراغِ صداقت کو باطل کی قوّتیں جب کبھی اپنی پھُونکوں سے بُجھانے لگتی ھیں، تو شہادتِ حسینؓ کی یاد اِس کی لَو کو روشن کر دیتی

ہے۔ جب حق و حریّت کی کٹھن راہوں میں انسانیت کے قدم ڈگمگاتے ہیں تو حسینؓ کی مثال انہیں سہارا دیتی اور سنبھال لیتی ہے۔

جب دولت و قوّت اور اقتدار کی فرعونیت حق پرستوں کی تہی دست اور بے وسیلہ جمعیتوں پر عرصۂ حیات تنگ کرتی ہے اور جب پیہم ناکامیوں کا ہجوم پرستارانِ حق کے دِلوں میں طرح طرح کے وسوسے ڈالنے لگتا ہے، تو امام حسینؓ کا اسوۂ حسنہ انہیں ثباتِ قدم کا سبق دیتا ہے اور یاس کی کُفر آفرینی سے بچا لیتا ہے۔

جب جماعتی زندگی کا فساد فرد کو بے حقیقت سا بنا دیتا ہے تو سیدنا امام حسینؓ ہی کی روشن مثال ہر فرد کو اُس کے مقام سے آگاہ کرتی اور اس کی ذمّہ داری یاد دلاتی ہے۔

اِسلام کی اجتماعی تعلیمات سے بے خبر لوگ تو یورپ کو ہی جمہوریت کا بانی اور معلّم سمجھے بیٹھے ہیں، لیکن حقیقتِ واقعی یہ ہے کہ اسلام نے اس وقت دُنیا کو جمہوریت کا سبق دیا، بلکہ اس کا عملی نقشہ قائم کرکے دکھایا جب یورپ جہالت و آمریت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھٹک رہا تھا۔ کون نہیں جانتا کہ سولہویں صدی عیسوی میں جس انقلابی طاقت نے عیسائی عوام کو رومن ایمپائر کی "مقدّس آمریت" سے نجات دلا کر حقِ رائے دہندگی دلایا تھا، وہ بھی اسلام کی خوشہ چینی کی مرہونِ منّت ہے۔

الغرض تاریخ کھلی شہادت دے رہی ہے کہ سب سے پہلے اِسلام نے دُنیا کو جمہوریت کا سبق دیا۔ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اِسلام کے نظامِ حکومت کی صورت میں یہ امانت اُمّت کے حوالے کی۔ خلافتِ راشدہ کے دورِ سعادت میں یہ اصول اپنی بہترین صورت میں برسرِعمل رہا۔ اس کے بعد جب یزید کی ملوکیت نے اسے عملی زندگی سے خارج کر کے دُنیا کو گمراہ کرنا چاہا، تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے جان کی بازی لگا کر اس تصوّر کو زندہ اور محفوظ رکھا، جس کے نتیجے میں بعد کی سیاسی دُنیا اور اس کے مختلف عناصر جمہوریت کے کسی نہ کسی پہلو سے روشناس ہو سکے۔ یہاں تک کہ یورپ بھی جمہوریت کا علمبردار بن کر دُنیا کو رائے عامہ کی قدر و قیمت کا درس دینے لگا۔

پس یہ ایک یقینی حقیقت ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی قربانی تمام دُنیائے انسانیت کے لئے احسانِ عظیم کی حیثیت رکھتی ہے، اور آج اگر کوئی قوم کسی درجے میں جمہوریت کے تصوّر سے فائدہ اُٹھا رہی ہے، تو یہ اسی مجاہدِ اعظم اور محسنِ انسانیت کی شہادتِ حق کے عالمگیر اثرات کا نتیجہ ہے، جسے دُنیا امام حسینؓ اور شہیدِ کربلا کے مقدّس اور پُرشکوہ ناموں سے یاد کرتی ہے۔

اِن سارے حقائق کی روشنی میں اُمّتِ مسلمہ کا ایمانی فرض ہے کہ وہ خُدا کی حاکمیت اور جمہورِ مسلمین کی نیابت کے تحت اپنی زندگی کے اجتماعی نظام کی تشکیل کرے، کیونکہ امام عالی مقام سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نصب العین کو عملی جامہ پہنانے کی صرف یہی صورت ہے، اور یہی وہ صراطِ مستقیم ہے جس پر چل کر یہ اُمّت ساری دُنیائے انسانیت کے سامنے شہادتِ حق کا فریضہ ادا کر سکتی ہے۔

خُود پڑھ کر دُوسروں کو پڑھنے کے لئے
دیں، تاکہ چراغ سے چراغ جلتا رہے،
حُسینیتؑ کی تبلیغ ہوتی رہے۔

صاحبزادہ محمد مستحسن فاروقی

شہادتِ حسینؓ کے اجتماعی اور عالمگیر اثرات

"میرے بھائیو! جو کوئی ایسے حاکم کو دیکھے جو ظالم ہے، خُدا کے قانون کو توڑتا ہے، سُنّتِ نبویؐ کا مخالف ہے، اسلام کے نظامِ حکومت، شوریٰ اور اجماعِ اُمّت کی اپنے عمل سے تردید کرتا ہے۔ خدا کے بندوں پر جبر و ظلم کرتا ہے اور دیکھنے والا اپنی زبان و عمل سے اس کی مخالفت نہیں کرتا، تو ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنّم ہے۔ دیکھو! آج یزید کی حکومت میں شیطان کی اطاعت ہے۔ خدا سے سرکشی اور بغاوت ہے اور موجودہ باطل حکومت کے ان حالات میں دینِ محمّدیؐ کا سب سے زیادہ مطالبہ مجھ سے ہے کہ مَیں اس ظلم کو عدل سے بدل دوں، یزید کی حکومت کا تختہ اُلٹ دُوں۔ اس کی اطاعت سے انکار کر دوں او اپنی جان کی قُربانی دے کر اس باطل حکومت کی مزاحمت کروں۔ اب وقت آگیا ہے کہ مومن خدا کی راہ میں شہادت کی تمنّا کرے۔ مَیں شہاد کی موت چاہتا ہوں، کیوں کہ ظالموں کے ساتھ زندہ رہنا بجائے خود جُر و ظلم ہے۔"

امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ کا جہادِ حق اور ان کی عظیم قر حق و باطل کے تصادم کی تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے۔ چند در

نوعیتوں کے اعتبار سے یہ شہادت دُنیا کی تاریخ کا الم انگیز اور عظیم حادثہ ہے، جس کی ہمہ گیر عبرت و بصیرت آج بھی مینارۂ نور بن کر ساری دُنیا کو دعوت دے رہی ہے کہ جب بھی دُنیا میں ظلم و جبر سر اُٹھائے اور کسی فرد یا جماعت کا ظالمانہ اقتدار خدا کی مخلوق کو اپنی خواہشات کا اسیر و محکوم بنالے، تو اس وقت امام حسینؑ کی عظیم قربانی کا عالمگیر پیغام یہ ہے کہ عوام کو ظلم سے بچانے اور انہیں ان کے حقوق دلانے کے لئے جان و مال اور اولاد و خاندان کی قربانی پیش کر دینی چاہیئے۔

جب یزید کے عہدِ حکومت میں احترامِ شریعت اور احکامِ شریعت یک قلم نظر انداز کر دئیے گئے تو امامؑ عالی مقام نے اس اوّلین فتنہ کا سدِ باب کیا اور یزید کی بیعت سے انکار کر دیا جس کی بنیاد انتخابِ امیر سے متعلق اسلام کے نظامِ "شوریٰ" اور "اجماعِ اُمّت" پر قائم نہیں تھی، بلکہ اس کے ذریعے سے اِسلامی اخوّت و مساوات اور جمہوریت کو مٹا کر شخصی اقتدار، خاندانی بادشاہت اور ظلم و جبر کا نظام قائم کیا گیا تھا۔

حق و انصاف اور اعلیٰ کردار و اخلاق کے اس پیکرِ عظیم نے یزید کے مطالبۂ بیعت و وفاداری کو شریعتِ اسلام کے تحفّظ کی خاطر ٹھکرا دیا، تو میدانِ کربلا میں یزید کے کمانڈر نے پانچ ہزار فوج کے ساتھ حضرت امام حسین علیہ السّلام سے ملاقات کی اور جبراً یزید کی

بیعت و وفاداری پر مجبور کیا، لیکن آپؑ اتنی بڑی فوج اور اس کی طاقت و قوّت سے مرعوب نہیں ہوئے اور اپنے اصول پر قائم رہے۔ تیغوں کے سایہ میں اعلانِ حق کیا، اور یہی اعلانِ حق کربلا کے تپتے ہوئے ریگزار میں اہلِ بیتؑ اور خاندانِ رسالتؐ کی تاراجی کا سبب بنا۔

آپ کے پاس نہ فوج تھی، نہ لڑائی کا کوئی سرو سامان، نہ رسد، نہ دولت و سرمایہ، لیکن باطل سے ٹکرانے کی قوّت موجود تھی۔ ہمّت و استقلال، تسلیم و رضا اور شجاعت کی وہ دولت رکھتے تھے، جو آپؑ کو اپنے نانا، رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور اپنے پدرِ بزرگوار حضرت مولا علی کرم اللہ وجہٗ سے ورثہ میں ملی تھی۔ آپؑ نے اخلاقِ انسانی کی اعلیٰ قدروں اور اسلام کے ہمہ گیر پیغام کی خاطر اپنے رفیقوں، دوستوں، عزیزوں یہاں تک کہ معصوم اور دودھ پیتے بچوں کی زندگی کی کوئی پروا نہیں کی اور اِن سب کو اپنی آنکھوں کے سامنے نہایت بےکسی اور مظلومی کی حالت میں خاک و خون میں تڑپتا ہُوا چھوڑ کر خود کو شہادت کے لئے پیش کرتے ہوئے اتمامِ حجّت کے لئے یزید کی فوج کو یہ آخری پیغام دیا :-

میرے بھائیو! جو کوئی ایسے حاکم کو دیکھے، جو ظالم ہے، خدا کے قانون کو توڑتا ہے، سنّتِ نبویؐ کا مخالف ہے۔ اسلام کے نظام حکومت اور اجماعِ اُمّت کی اپنے عمل سے تردید کرتا ہے۔ خدا کے بندوں پر جبر و ظلم کرتا ہے اور دیکھنے والا اپنی زبان و عمل سے

کی مخالفت نہیں کرتا، تو ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنّم ہے۔ دیکھو آج یزید کی حکومت میں شیطان کی اطاعت ہے، خدا سے سرکشی وبغاوت ہے، اور موجودہ باطل حکومت کے ان حالات میں دینِ محمدؐی کا سب سے زیادہ مطالبہ مجھ سے ہے کہ مَیں اِس ظلم کو عدل سے بدل دُوں۔ اور اپنی جان کی قربانی دے کر اس باطل حکومت کی مزاحمت کروں۔ اب وقت آگیا ہے کہ مومن خداؔ کی راہ میں شہادت کی تمنّا کرے۔ مَیں شہادت کی موت چاہتا ہوں، کیونکہ ظالموں کے ساتھ زندہ رہنا بجائے خود جرُم وظلم ہے۔

لیکن اس مقدّس اور عظیم انسان کا یہ مطالبۂ حق سننے والا کون تھا، ظلم نے دشمنانِ حق کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے تھے۔ یزید کی فوج سے وہی حق سوز اور باطل نواز صدا آئی۔

"...... بیعت کیجئے اور عظمت وعزّت، شہرت ودولت، جاہ ومنصب، غرض دُنیا کی ہر وہ نعمت جو ممکن ہو سکتی ہے، آپ کے قدموں میں ڈال دی جائے گی۔"

نورِ دیدۂ بتولؑ، جگر گوشۂ رسولؐ امام عالی مقامؑ نے حق فروشی کے صلہ کی ان تمام دنیوی نعمتوں کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا اور کسی ادنیٰ تامّل کے بغیر ایک عظیم قربانی پیش کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے، جو تاریخ انسانیت کی اچھوتی اور انوکھی قربانی ہے ؎

مردِ حق باطل سے ہرگز خوف کھا سکتا نہیں + سر کٹا سکتا ہے لیکن سر جھکا سکتا نہیں

بالآخر ۱۰ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ کو وہ معرکۂ حق و باطل ظہور پذیر ہوا، جس کی یاد میں ہمیشہ ہی کروڑوں دل محوِ نوحہ و ماتم رہے ہیں، اور دردمند لوگوں کی آنکھیں اس حادثۂ عظیم پر اشک بار رہی ہیں، اور آج تیرہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی لوگوں کے ماتم میں کوئی کمی نہیں ہے۔

یہ رونا کبھی نہ تھمے گا۔ غم و اندوہ کی یہ جانکاہ آہیں اور کراہیں کبھی نہ رُک سکیں گی۔ اِس حادثۂ کبریٰ کی درد انگیزی کبھی ختم نہ ہوگی۔ تصوّر کی آنکھوں کے سامنے شہادتِ عظمیٰ کے یہ دلدوز مناظر آتے رہیں گے۔

حضرت امام حسینؑ نے میدانِ کربلا میں اپنے ۴۲ جانثار رفیقوں اور خاندان کے ۳۲ افراد کو، جن میں بھانجے، بھتیجے اور بیٹے شامل ہیں، راہِ حق و انصاف میں قربان کر دیا، اور پھر خود اپنی جان کی قربانی پیش کرنے کے لئے میدانِ کارزار میں تشریف لائے۔ اپنا نصب العین دہرایا۔ یزید کے ظالمانہ نظامِ حکومت کی مذمت کی۔ راہِ حق و انصاف دکھائی۔ دیر تک فوج کو نصیحتیں کرتے کہ ایک بدبخت نے تیر مارا، جو آپؑ کے حلقوم میں پیوست ہو گیا۔ آپؑ نے تیر کھینچ لیا، اور دونوں ہاتھ اُوپر اٹھا دیئے، دونوں چلّو خون سے بھر گئے۔ آپؑ نے وہ خون چہرۂ مبارک پر مل لیا، اور جو بچ گیا اسے آسمان کی طرف اُچھال کر فرمایا۔ "اے اللہ! تیرا شکر ہے۔" یہ دیکھ کر حضرت زینبؑ

خیمہ سے باہر نکل آئیں اور کہا۔ "کاش! آسمان زمین پر ٹوٹ پڑے"۔
حضرت امام حسین علیہ السّلام نے یہ الفاظ سُنے تو خیمہ کی طرف بڑھے
کہ انہیں صبر کی تلقین کریں، تو دُشمن کی فوج کے ایک سپاہی نے آپؑ
کے بائیں ہاتھ کو زخمی کر دیا، اور پھر شانے پر تلوار ماری اور آپؑ لڑکھڑا
گئے۔ اسی وقت بدبخت سنان نے نیزہ مارا اور آپؑ زمین پر آرہے۔
اس نے گھوڑے سے اُتر کر سرِ اقدس جسم مبارک سے جدا کر دیا۔ خورشیدِ
حق و انصاف اُفقِ خون میں غروب ہو گیا۔ سر دے دیا، لیکن یزید کی
خاندانی بادشاہت اور اس کے ظالم و جابر نظامِ حکومت کو قبول نہیں کیا۔
امام عالی مقامؑ اور خاندانِ نبوّت و امامت کے ایک ایک فرد کا جسم
حمایتِ حق و انصاف میں خونِ شہادت سے لالہ زار ہو گیا، اور خونِ
شہادت کی اسی جوئے رواں نے اسلام کے مُرجھائے ہوئے
چمن کو سیراب کر دیا۔ اخوّت و مساوات، جمہوریت اور انصاف
و حرّیت کے طلب گاروں کے لئے قربانی کی راہِ مستقیم کھول دی،
اور یہی راہِ مستقیم شہادتِ حسینؑ کی زندہ و جاوید یادگار ہے، جو ہر
طالبِ حق اور مجاہدِ حرّیت کی تاقیامت رہنمائی کرتی رہے گی۔

قتلِ حسینؑ اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

ادار یہ جنگ

حسینؑ

" عدل و انصاف کا مجرد نظریہ صرف انہیں دماغوں میں جاگزیں ہوتا ہے، جن کی رُوح شریف اور طاقت ور ہوتی ہے۔ یہ نظریہ تمام مذاہب اور فلسفانہ نظاموں کی جان ہے اور اس کے برعکس عملی حقیقتوں کی دُنیا صرف کامیابی سے واقف ہے، جو طاقتور کے قانون کو کمزور کا قانون بھی بنا ڈالتی ہے۔ یہ کامیابی اعلیٰ مثالیوں کو بے رحمی کے ساتھ کچل کر آگے بڑھ جاتی ہے، اور اگر کبھی کوئی فرد اعلیٰ اخلاقی اقدار کے احترام میں اپنی طاقت کے استعمال کو رضاکارانہ طور پر نظر انداز کر دیتا ہے، تو اس کی نظریہ نوازانہ شہرت فکر اور صداقت کی دُنیا میں دائمی اور لافانی حیثیت حاصل کر جاتی ہے۔"

یہ ہیں وہ الفاظ، جو جدید تہذیب کے عظیم ترین مفکر آسوالڈ اسپنگلر نے اپنی معرکتہ الآرا تصنیف "زوالِ مغرب" میں فلسفۂ ریاست پر بحث کرتے ہوئے ایک جگہ ظاہر کئے ہیں، اور یہ الفاظ حسینؑ اور اُن کے تاریخی کارنامے پر پوری طرح صادق آتے ہیں۔ یزید کی

دنیوی کامیابی کے جواب میں حسینؑ نے آئیڈیل اور مثالیہ کے احترام کا جو ناقابلِ مثال تجربہ پیش کیا ہے۔ وہ فکر اور صداقت کی دُنیا میں لازوال اور ابدی حقیقت کے طور پر باقی رہ گیا ہے۔ •

واضح اور مکمل شعوری حالت میں اپنی جان کو قربانی کیلئے پیش کر دینے کی مثالیں انسانی تاریخ میں صرف دو ہی ملتی ہیں۔ ایک یونان کے مشہور مجذوب فلسفی سقراط کی قربانی اور دوسرے حسینؑ کی قربانی۔ لیکن سقراط کی قربانی، جس کی اہمیّت کو افلاطون جیسے لائق راوی نے زیادہ سے زیادہ نمایاں کرنے کی پوری کوشش کی ہے، اعلیٰ انسانی اقدار کے پیمانہ پر کئی جگہ پستیوں سے ہمکنار ہو جاتی ہے، جبکہ حسینؑ نے اپنے کرداری المیہ کے خاکہ میں اس ناقابلِ مثال مثالیہ نوازی سے رنگ بھرے ہیں کہ اُس میں جھول کہیں نظر نہیں آتا۔

بانیٔ اسلامؐ کے نواسے نے انسان کی تمام مقدّس قدروں کو کربلا کے المیہ میں اس خوبصورتی سے ایک ایک کر کے جمع کر دیا ہے کہ پروفیسر ڈوزی، میجر آسبورن، ڈاکٹر سیڈیلاٹ اور علامہ سیّد امیر علی کے بقول انسان کی تمام تاریخ میں سانحہ کربلا کی ڈھونڈے سے کوئی مثال نہیں ملتی۔

دمشق کے حکمران اور اس کے اوباش ساتھیوں نے جو اعلیٰ اخلاقی اقدار کے خلاف ایک ہمہ گیر سازش کر رہے تھے۔ نظریوں کو ذبح کر دینے اور مثالیوں کو شہید کرنے میں جو عارضی کامیابی

حاصل کر لی، وہ دراصل شکست تھی اُن منفی قوّتوں کی جو ایک ترقی پذیر اور اخلاق بردوش سماج کی بنیادیں اُکھاڑ دینا چاہتی تھیں۔

پیغمبرؐ اسلام کے لختِ جگر نے پہلی اور آخری بار یہ ثابت کر دیا کہ انسان حیات اور موت کی عظیم ترکشمکش کے دوران اخلاقی رفعتوں اور نظریاتی بلندیوں کی اُس سطح پر بھی پہنچ سکتا ہے، جہاں عام انسان کے تصوّر کی پہنچ بھی مشکل ہی سے ہو سکتی ہے۔ حسینؑ دراصل مجسمہ ہیں انسان کی اعلیٰ اور مقدّس پاکیزہ اقدار کے ۔ اس لئے کربلا کے ساتھ یہ بڑی ناانصافی ہوگی، اگر ہم اس عہد آفریں سانحہ کو عام واقعاتی رشتوں کے فریم میں رکھ کر پرکھنے کی کوشش کریں۔

تاریخ گیر سوانح عام طور پر چھوٹے چھوٹے واقعات سے پیدا ہوا کرتے ہیں اور تاریخ میں چند ہی انسان ایسے گزرے ہیں، جو فوری ماضی کے اُلجھے ہوئے مسائل میں گھرے رہنے کے باوجود اپنے اقدامات کے مستقبل گیر اثرات و نتائج کو سمجھ رہے ہوں، اور حسینؑ انسانیت کی انتہائی عظمتوں پر نظر آتے ہیں، جب وہ کربلا میں بلند انسانی اقدار کے مختلف اجزاء کو جمع کر کے ایک ایسے اخلاقی المیہ کو تیار کر رہے تھے، جس کی مستقبل بردوش اہمیتوں سے وہ خود بھی پوری طرح واقف تھے۔

کم اثر رہ جاتا نینوا کا وہ سانحہ جس میں ۷۲ انسانوں نے ناقابلِ مثال حالات میں اپنی جانوں کی قربانی پیش کی۔ اگر حسینؑ دمشق کے بدکردار حکمرانوں کو مقدّس اخلاقی اقدار کے ماتحت ہر ممکن رعایتیں دے کر نہ

آزما لیتے، لیکن بانیٔ اسلام کے محبوب فرزند نے دمشق اور کوفہ کو ہر ممکن اخلاقی رخصت دے کر پوری آزمائش کر لی اور اپنے لازوال مثالیاتی کارنامے کو اُس منزل میں پیش کیا جب دمشق کے اخلاقی دیوالیہ پن کے ناقابلِ علاج ہونے کا اُنہوں نے پوری طرح یقین کر لیا تھا، اور جب مزید رعایت کربلا کی عظمتوں پر اثر انداز ہونے کا باعث بن جاتی فرات کے دامن میں تاریخ کے دوراہے پر کھڑے ہو کر حسینؑ کی مستقبل بین نظریں پوری طرح دیکھ رہی تھیں مسائل کی اُن نزاکتوں کو جن سے اسلام اور انسان کی اعلیٰ اخلاقی قدریں ۶۱ ہجری کے پہلے عشرہ میں دوچار ہو گئی تھیں، اور اس لئے اُنہوں نے مکمل شعوری حالت میں ایک ایسا قدم اُٹھایا، جس نے تاریخ کے اخلاقی ناموس کو مکمل رسوائی اور تباہی سے ہمیشہ کے لئے بچا لیا۔ سلطنت رومتہ الکبریٰ اپنی وجبروت کے باوجود سہو و نسیاں کی نذر ہو گئی تھی۔ اگر سترھویں صدی کا عظیم ترین دانشور ایڈورڈ گبن اپنی لازوال تصنیف زوالِ سلطنتِ روما۔ لکھ کر اُسے لازوال نہ بنا دیتا۔ لیکن انصاف نہیں کیا ہم مسلمانوں نے اِس عظیم سانحہ کے ساتھ، جو اپنی جگہ خود ایک مکمل تاریخ ہے۔ سچ یہ ہے کہ حسینؑ نے انسانیت کو اخلاق کی جو عملی قدریں دی ہیں، ان کی رفعتوں، ان کی عظمتوں کو پوری طرح واضح کرنے کے لئے ابھی مسلمانوں میں ایک ــ گبن ــ کا پیدا ہونا باقی ہے۔ جو عام انسانی تاریخ میں کربلا کا صحیح درجہ متعین کر سکے۔ یہ وہ قرض ہے جس کی ادائیگی ابھی اس ملتِ مسلمہ

کو کرتا ہے۔ پچھلے ساڑھے تیرہ سو سال میں یہ ملّت اپنے ہیرو کی خدمت میں کروڑوں دھڑکتے ہوئے دِلوں کے ساتھ عقیدت و احترام کے جن متبرک و پاکیزہ آنسوؤں کا خراج خلوص و محبت پیش کرتی رہی ہے، حسینؑ سے اُن کی نسبت اس وقت تک حق بجانب نہ ہوگی۔ جب تک ان آنسوؤں کے ساتھ کرداروں کا مزاج اور سیرتوں کا موجودہ نہج نہ بدل جائے۔ حسینؑ بجائے خود ایک مثالیہ ہیں اور مثالیوں سے قربت اُسی نسبت سے بڑھتی ہے، جس نسبت سے کردار کا اپنا مثالیہ سے مشابہ ہوتا جاتا ہے، لیکن ساڑھے تیرہ سو سال کے طویل عرصہ میں ملّتِ مسلمہ کی یاد کا سالانہ تواتر بھی سیرتوں کی بگڑی ہوئی ساخت کو نہ بدل سکا جو بجائے خود ایک المناک سانحہ ہے، جس پر عالمِ اسلام کو دس محرّم کے عہد آفریں دن خاص طور سے غور کرنا چاہئیے۔

پیغامِ حسینیؑ کی نشر و اشاعت فریضۂ ایمانی ہے

بحضرت حسینؑ

(الحاج حافظ مظہر الدّین مرحوم)

شہیدِ کرب و بلا کیا مقام ہے تیرا
ہجومِ غم میں بھی دل شادکام ہے تیرا
یہاں خیال و قیاس و گماں کا دخل نہیں
یہ کربلا ہے، یہاں انتظام ہے تیرا
خوشا کہ میرے لبوں پر ہے گفتگو تیری
زہے نصیب کہ دل میں مقام ہے تیرا
انیسِ خاطرِ ناشاد، یاد ہے تیری
تسلّیِ دلِ رنجور، نام ہے تیرا
صداقتوں کے امیں جاں نثار ہیں تیرے
زعیمِ وقت ہر اک تشنہ کام ہے تیرا
خُدا گواہ کہ ہستی ہے لازوال تیری
تیری قسم کہ مسلّم دوام ہے تیرا
خرد کو بادۂ الہام کی ضرورت ہے
جہاں کو پھر تیرے پیغام کی ضرورت ہے

(خوُن کے چراغ)

مطبوعات پاکستان حسینی مشن راولپنڈی

۱- اہلبیتؑ کا احسان (الحاج مولانا سیّد ظفر حسن امروہوی)

۲- اہلبیت اور اسلام (الحاج مولانا سیّد ظفر حسن امروہوی)

۳- حکیم الٰہی علیؑ ابن ابیطالبؑ (علامہ سید مجتبیٰ احسنؒ کانپوری مرحوم)

۴- مقتلِ ضحاک مشرقی (علامہ سیّد مجتبیٰ احسنؒ کانپوری مرحوم)

۵- سوانح عمری حضرت ربابؑ (علامہ سیّد مجتبیٰ حسنؒ کانپوری مرحوم)

۶- شہزادۂ یثرب عالم ہجرت میں (حصہ اوّل) (پروفیسر خواجہ محمد لطیف انصاری مرحوم)

۷- " " " " (حصہ دوم) " " " " "

۸- " " " " (حصہ سوم) " " " " "

۹- خطیبۂ آلِ محمدؐ (پروفیسر خواجہ محمد لطیف انصاری مرحوم)

۱۰- مولودِ کعبہ اور علومِ جدیدہ " " " " "

۱۱- حیاتِ سلمان علیہ الرضوان " " " " "

۱۲- مسلمانوں کے مذہب پر غیر اسلامی ثقافتوں کے اثرات (آغا محمد سلطان مرزا مرحوم)

۱۳- تحریکِ حسین علیہ السلام " " "

۱۴- قرآن اور جغرافیائی مسائل (سیّد علی رضا رضوی ایم۔ اے (علیگ)

۱۵- اسلامی سیاست کا ابتدائی مطالعہ (سیّدہ رضیہ جعفری ایم۔ اے (سیاسیات

۱۶- حیاتِ حبیب ابنِ مظاہر (سیدہ رضیہ جعفری ایم اے (سیاسیات)

۱۷- تاریخ تدوینِ حدیث (مولانا سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی)

۱۸- حضرت علیؑ کا نظریۂ سیاست (ظفر احمد صدیقی حنفی)

۱۹- بارگاہِ حسینیؑ میں عقیدت کے پھول (مختلف اہلسنّت اہلِ قلم)

۲۰- سرمایۂ نجات (الحاج تحسین جعفری کربلائی)

۲۱- مسلکِ شبیرؑ اور اقبالؒ (" " ")

۲۲- بہتّر پیاسے (بچوں کے لئے) (" " ")

۲۳- حسینؑ کس کے؟ حسینؑ سب کے (مختلف اہلسنّت اہلِ قلم)

ملنے کا پتہ

(۱) سید محمد ریاض بخاری، صدر پاکستان حسینیؑ مشن،
175/P، سید پور روڈ۔ راولپنڈی

(۲) سید منظور حسین سبزواری، ناظمِ اعلیٰ پاکستان حسینیؑ مشن،
نزد اصغر مال چوک، راولپنڈی

(۳) تحسین جعفری، ناظم نشر و اشاعت پاکستان حسینی مشن،
M/1343 گلی نمبر ۶۵ حسین آباد راولپنڈی

مطبوعات ادارہ حسینیہ پاکستان رجسٹرڈ

مرکزی صدر دفتر۔ راولپنڈی

(اگست ۸۳ء تا اگست ۸۴ء)

۱۔ زنجیر ماتم
۲۔ گلدستۂ ماتم
۳۔ دو عیدیں
۴۔ نمازِ جعفریہ
۵۔ نوحہ جات
۶۔ ارمغانِ عقیدت
۷۔ عرفانِ ابوترابؑ
۸۔ پاسبانِ حق
۹۔ خون کے چراغ
۱۰۔ مشکل کشاء
۱۱۔ نادِ علیؑ
۱۲۔ تحفۂ اربعین
۱۳۔ واقعۂ کربلا تاریخ کی روشنی میں
۱۴۔ دعائے نور

پروگرام سالانہ

۱۔ ۲۱ مارچ: محفلِ نوروز
۲۔ ۲۱ محرم: مجلسِ عزا
۳۔ محرم و صفر کے درمیان ایک اشاعت

جملہ اہلِ اسلام سے اپیل ہے کہ ادارہ کے ساتھ ہر ممکن تعاون فرما کر اپنی ملی بیداری کا ثبوت دیں۔

شکریہ۔ خادمانِ ملت:

اراکین ادارہ بذریعہ نثار جعفری
بانی و مرکزی صدر
ادارہ حسینیہ پاکستان (رجسٹرڈ)
مرکزی صدر دفتر M/1343
حسینؑ آباد۔ راولپنڈی

ضروری گذارش

اس کتابچے کی قیمت بہت کم رکھی گئی ہے۔ مومنین سے التماس ہے کہ زیادہ سے زیادہ جلدیں خرید کر مستحق حضرات میں مفت تقسیم کریں اور ثواب دارین حاصل کریں۔